حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی عمل کو فقط بجا نہ لانا
کیا اس کے حرام ہونے کی دلیل بن سکتا ہے؟

مسئلہ ترک

: تصنیف :

امام عبداللہ محمد بن الصدیق الغماری

: ترجمہ :

مفتی محمد خان قادری

عالمی دعوت اسلامیہ

انتساب

مخدوم اہلسنت استاذ گرامی حضرت العلام مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ
ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان کے نام
کہ جن کی استقامت اور شبانہ روز محنت شاقہ کے نتیجہ میں ملک کی عظیم مادر علمی جامعہ نظامیہ رضویہ کی بہاریں قائم ہیں اور ہزاروں نونہالان قوم زیور علم سے آراستہ ہوئے۔

دعاگو

محمد خاں قادری

ضرورت مقالہ

کچھ لوگ بعض اعمال مثلاً جشن میلاد، عرس، مبارک راتوں میں اجتماع کا انعقاد وغیرہ کو حرام قرار دیتے ہوئے فقط یہ دلیل دیتے ہیں کہ انہیں حضور ﷺ نے نہیں کیا۔ لہٰذا یہ بدعت و حرام ہیں حالانکہ جب تک آپ ﷺ کے ترک کے ساتھ ساتھ اس پر کتاب و سنت میں نہی وارد نہ ہو اسے حرام قرار دینا سراسر زیادتی اور ظلم ہے اسی مسئلہ کی وضاحت کے لئے اس علمی و تحقیقی مقالہ کا ترجمہ مع عربی متن شائع کیا جا رہا ہے۔

فہرست

صفحہ

عالم اسلام کے عظیم محدث و مفکر

امام ابوالفضل عبداللہ محمد بن الصدیق الغماری الحسنی المتوفی ۱۴۱۳ھ

زیر نظر کتاب کے مصنف امام ابوالفضل عبداللہ بن محمد الصدیق الغماری الحسنی ہیں۔ آپ عالم اسلام کی ان اہل علم و فکر شخصیات میں سے ہیں جن کی خدمات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے اور ان کے عظیم خاندان نے گمراہ کن نظریات و عقائد اور اعمال کے خلاف جو علمی، فکری اور تحقیقی محاذوں پر کام کیا ہے اس دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جس طرح برصغیر میں امام اہل محبت مولانا احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز اور ان کے رفقا نے ہر طرح کی گمراہ کن تحریکوں کا سینہ تان کر مقابلہ کیا۔ اسی طرح عالم عرب میں شیخ عبداللہ محمد بن الصدیق الغماری اور ان کے خاندان نے نظریات اسلام کی سرحدوں کی خوب حفاظت کی۔ ایک ایک اختلافی مسئلہ پر کتاب و سنت کی روشنی میں مستقل ایسی کتب تحریر کیں جن میں ناقابل تردید دلائل کے انبار لگا دیئے۔ اپنے تو اپنے مخالف بھی دم بخود رہ گئے۔ کسی مخالف کو ان کی تحریرات کا جواب دینے کی جرات نہ ہو سکی۔

ان کی بعض اہم تصانیف کے نام یہ ہیں:

۱۔ اتقان الصنعة فی تحقیق معنی البدعة (بدعت کے بارے میں تحقیق)

۲۔ الرد الحکم المتین علی کتاب القول المبین (عقائد صحیحہ کا اثبات)

۳۔ جواہر البیان فی تناسب سور القران (قرآنی سورتوں کا درمیانی ربط)

۴۔ النفخة الالهية فی الصلاة علی خیر البریة (درود و سلام)

۵۔ الاحادیث المنتقاة فی فضائل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (فضائل و شمائل حضور)

۶۔ توضیح البیان لوصول ثواب القرآن (ایصال ثواب)

۷۔ حسن التفہمؒ الدرک لمسالة الترک (مسئلہ ترک)

۸۔ نهایة الامال فی صحة و شرح حدیث عرض الاعمال

۹۔ غایة التحریر فی صحت حدیث توسل الضریر

۱۰۔ النفخة الذکیة فی بیان ان الهجر بدعة شرکیة (مسلمانوں سے تعلق ختم کرنا بدعت ہے)

۱۱۔ القول المقنع

۱۲۔ الاربعین الغماریه فی شکر النعم (نعمتوں پر شکریہ کے بارے میں چالیس احادیث)

۱۳۔ حسن البیان فی لیلة النصف من شعبان (شب برات کی فضیلت)

۱۴۔ مصباح الزجاجة فی فوائد صلاة الحاجة (نماز حاجت کے فضائل و فوائد)

۱۵۔ الاستقصاء لادلة تحریم الاستمناء (حرمت مشت زنی)

۱۶۔ الصبح السافر فی تحقیق صلوة المسافر (نماز مسافر کے بارے میں تحقیق)

۱۷۔ اتحاف النبلا بفضل الشهادة وانواع الشهداء (شہید اور شہادت کے اقسام)

۱۸۔ غایة الاحسان فی فضل زکوة الفطر و فضل رمضان (روزہ و رمضان اور صدقۃ الفطر کے فضائل)

۱۹۔ کمال الایمان فی التداوی بالقرآن (علاج بالقرآن)

۲۰۔ قرة العین بادلة ارسال النبی الی الثقلین (حضور جن و انس کے رسول ہیں)

۲۱- تنویر البصیرۃ ببیان علامات الکبیرہ (کبیرہ گناہ کی علامات)

۲۲- حاشیہ علی المقاصد الحسنۃ للسخاوی

ایسے ایسے نئے موضوعات پر لکھا جن پر پہلے مواد بہت کم ملتا تھا' مثلاً بندہ کے مطالعہ کے مطابق مسئلہ ترک پر مستقل مقالہ سب سے پہلے آپ ہی نے لکھا ہے۔ جس کا نام "حسن التفهم والدرک لمسالة الترک" ہے۔ اس میں ان لوگوں کی خوب خبر لی ہے جو کسی کام کے حرام ہونے پر فقط یہ دلیل دیتے ہیں کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ آپ نے اس مقالہ میں واضح کیا کہ آپ ﷺ کے کسی کام کو ترک فرمانے کی مختلف حکمتیں ہوسکتی ہیں مثلاً آپ نے اس عمل کو اس لیے ترک فرمایا ہو۔

ان یکون ترکه مخافة ان یفرض علی امة کترکه صلوة التراویح حین اجتمع الصحابة یصلوها معه (حسن التفهم' ۵)

کہ کہیں یہ میری امت پہ فرض ہی نہ ہو جائے مثلاً صحابہ کے نماز تراویح باجماعت کے لیے اکٹھا ہونے کے باوجود آپ نے جماعت نہ کروائی۔

امام العلماء حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے اپنی کتاب "ازہار الانوار" میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے اس سے ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اور اس نماز کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان و افترا، ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کرسکا، ہرجگہ صرف زبانی ادّعا سے کام لیا مگر یہ وہی جہالتِ قبیحہ وسفاہتِ فضیحہ ہے جس میں فرقۂ جدیدہ و طائفۂ حادثہ قدیم سے مبتلا یعنی قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو، ان ذی ہوشوں کے نزدیک امر ونہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں اور عدمِ ذکر عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شئے کا نام ہے! ترمذی و ابن ماجہ وحاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحلال ما احل اللہ فی کتابه والحرام ما حرم اللہ فی کتابه وما سکت فهو مما عفا عنه۔

حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے

یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں، اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں موجود کہ فرماتا ہے جل ذکرہ،

یایها الذین اٰمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان تسئلوا عنها حین ینزل

اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پہ کھول دی جائیں تو تمہیں بُرا لگے اور اگر قرآن اُترتے وقت

القرآن تبد لکم عفا اللہ عنہا و اللہ غفور رحیم ۝

پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اُن کا حکم دیتے تو فرض ہو جاتیں اور بہت ایسی کہ منع کرتے تو حرام ہو جاتیں پھر جو انھیں چھوڑتا یا کرتا گناہ میں پڑتا، اُس مالک مہربان نے اپنے احکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ تو بھول اور ہر عیب سے پاک ہے بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لئے کہ یہ مشقت میں نہ پڑیں تو مسلمانوں کو فرماتا ہے تم بھی اُن کی چھیڑ نہ کرو کہ پوچھو گے حکم مناسب دیا جائے گا اور تمہیں کو دقت ہوگی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جن باتوں کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں، دار قطنی ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں اُنھیں ہاتھ سے نہ دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حُرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذرونی ما ترکتکم فانما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سؤالھم واختلافھم علی انبیائھم فاذا نھیتکم عن شئ فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فأتوا منہ ما استطعتم۔

یعنی جس بات میں میں نے تم پر تضییق نہ کی اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی اُمتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدرِ قدرت بجالاؤ۔

احمد، بخاری، مسلم سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شئ لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألتہ۔

بیشک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا گنہگار وہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اُس کے سوال کے بعد حرام کر دی گئی۔

یہ احادیث باعلیٰ ندا منادی کہ قرآن و حدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں نہ اُن کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارد، اصل جواز پر ہیں ورنہ اگر جس چیز کا کتاب و سنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع و نادرست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا اُس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی۔ بالجملہ یہ قاعدہ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن و حدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بُری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف و جائز و مباح و روا اور اس کو حرام و گناہ و نادرست و ممنوع کہنا شریعت مطہرہ پر افترا۔

قال ربنا تبارك وتعالیٰ لاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ○

ہمارے رب تعالیٰ نے فرمایا، اپنی زبانوں کا من گھڑت جھوٹ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء کرتے ہو بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کریں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ (ت)

اسی طرح اس نماز کو طریقۂ خلفائے راشدین وصحابۂ کرام کے خلاف کہنا بھی اُسی سفاہتِ قدیمہ پر مبنی کہ جو فعل اُن سے منقول نہ ہو عموماً ان کے نزدیک ممنوع تھا حالانکہ عدمِ ثبوت فعل وثبوت عدم جواز میں زمین و آسمان کا فرق ہے، امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع۔

کرنا تو جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں۔

رافضیوں نے اس طائفۂ جدیدہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اُس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں:

نکردن چیزے دیگر ست ومنع فرمودن چیزے دیگر است ملخصاً۔

نہ کرنا اور چیز ہے اور منع کرنا اور چیز ہے ملخصاً (ت)

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں بعد بیان اس امر کے کہ اذانِ مغرب کے بعد فرضوں سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ فرماتے ہیں:

ثم الثابت بعد ھذا نفی المندوبیۃ اما ثبوت الکراھۃ فلا الا ان یدل دلیل اٰخر۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام کے نہ کرنے سے اس قدر ثابت ہوا کہ مندوب نہیں۔ رہی کراہت وہ اس سے ثابت نہ ہوئی جب تک اور کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔

۱- نہایۃ الامال کا ترجمہ "نگاہ نبوت اور مشاہدہ اعمال امت" کے نام سے عالمی دعوت اسلامیہ نے شائع کر دیا ہے۔

۲- غایۃ التحریر فی بیان صحت حدیث توسل الضریر کا ترجمہ بھی عنقریب شائع ہو جائے گا۔

۳- حسن التفہم کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

شیخ عیسیٰ عبداللہ بن مانع الحمیری سربراہ اوقاف دبئی اس رسالہ کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں-

وقد استوفی المصنف بحثا لم یسبق الیہ ولم یغلب بفضل اللہ علیہ وھو بحث الترک الذی

مصنف نے اتنی کامل بحث فرمائی ہے کہ اس سے پہلے نہیں ملتی اور اللہ کے فضل سے اس کا کوئی جواب نہیں اور یہ اس

لا یقترن بامر او نہی ترک پر ہے جس کے ساتھ کسی امر یا نہی کا اتصال نہیں۔

مصنف کا وصال ۲۰ شعبان ۱۴۱۳ کو ہوا۔

یہ مقالہ محدث غماری نے اپنے عظیم شاگرد شیخ محمود سعید ممدوح مدظلہ کی گزارش پر لکھا۔ شیخ محمود سعید اس دور کے عظیم محدث اور فاضل ہیں۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر نہایت ہی علمی کام کیا ہے۔ ان کی چند تصانیف کا تعارف بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

۱۔ رفع المنارہ لتخریج احادیث التوسل والزیارۃ

بارگاہ نبوی میں حاضری کے بارے میں جو احادیث ہیں ان کے متن و سند پر مخالفین نے اعتراضات وارد کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ قابل استدلال نہیں۔ شیخ ممدوح نے اس کتاب میں ان تمام اعتراضات کا مسکت جواب لکھ کر مخالفین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اس کے زیارت والے حصہ کا ترجمہ علامہ محمد عباس رضوی نے کر دیا ہے۔

۲۔ اس موضوع پر آپ نے ایک اور مقالہ تحریر فرمایا جس کا نام "الاعلام باستحباب شد الرحل الی زیارۃ خیر الانام" اس کا ترجمہ مولانا ممتاز احمد سدیدی نے کیا ہے عالمی دعوت اسلامیہ نے شائع کر دیا ہے۔

۳۔ تمام امت مسلمہ تسبیحات و وظائف شمار کرنے کے لیے ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں، کچھ لوگوں نے اس کے بدعت ہونے کا فتویٰ جڑ دیا۔ شیخ ممدوح نے اس مسئلہ پر مکمل کتاب تصنیف کی جس کا نام "وصول التھانی" ہے۔

۴۔ کچھ لوگوں نے حدیث نماز تسبیح کے بارے میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی کہ یہ ثابت ہی نہیں۔ شیخ نے امام ابن ناصر الدین دمشقی کی کتاب "الترجیح لحدیث صلاۃ التسبیح" شائع کی اور اس پر نہایت ہی علمی حاشیہ تحریر کیا۔

۵۔ شیخ ناصر الدین البانی نے حدیث پر جو کام کیا اس میں جابجا تضادات کی نشاندہی مختلف اہل علم نے کی ہے۔ اس سلسلہ میں یہاں شیخ غماری کے ایک عظیم شاگرد شیخ حسن بن علی السقاف کا کام "تناقضات الالبانی الواضحات فیما وقع له فی تصحیح الاحادیث و تضعیفها من اخطا و غلطات" قابل ذکر ہے وہاں شیخ محمود سعید کا کام بصورت "تنبیه المسلم الی تعدی الالبانی علی

صحیح مسلم" نہایت ہی قابل داد و تحسین ہے۔

مقدمہ میں اس کتاب کی غرض و غایت یوں تحریر کرتے ہیں:

فقد وقفت علی کلام الشیخ الالبانی ضعف فیه جملة من الاحادیث التی فی (صحیح مسلم) فتکلم علیها بما یوکد خطاہ ویثبت خروجه علی ماقررہ العلماء من صحتها وتلقیها القبول المفید للعلم وکلامه یدعو الی التشکیک فی صحیح الامام مسلم و فیه من الاغراب والمخالفة والتعقیب علی المتقد مین مایوم المفترین به انه استدرک علی الائمة المتقدمین کالبخاری ومسلم فضلاً من المتاخرین —— وقد رایت ان السلوت علی هذا التعدی غیر مقبول ویلحق العارف به الاثم لذلک کتبت هذا (التنبیه) ادفع به بعون اللّٰه تعالٰی کل تعدیه علی صحیح مسلم و قد سمیته تنبیه المسلم الی تعدی الالبانی علی صحیح مسلم۔ (تنبیه المسلم، ۷)	میں شیخ البانی کے ایسے کلام پر آگاہ ہوا جس میں انہوں نے صحیح مسلم کی متعدد احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے ایسی گفتگو کی جس سے امام مسلم کا خاطی ہونا اور ان اصولوں سے نکلنا لازم آتا ہے جو علماء کے ہاں مسلم اور مقبول ہیں۔ ان کا کلام صحیح امام کے بارے میں تشکیک کی دعوت دیتا ہے اور اس میں ایسی مخالفت، اغراب اور متقدمین پر تعقیب ہے جو دھوکہ دینے والوں کو موقعہ فراہم کر رہی ہے کہ انہوں نے بخاری و مسلم جیسے متقدمین کی کمی کا ازالہ کیا ہے۔ متاخرین تو کسی کھاتے میں نہیں—— تو میں نے محسوس کیا کہ اس زیادتی پر خاموش رہنا جائز نہیں۔ اس سے آگاہ ہونے کے باوجود رد نہ کرنا گناہ کا ذریعہ ہے لہٰذا میں نے اللہ کی توفیق سے البانی کی زیادتیوں پر لکھا ہے اور اس کا نام "تنبیه المسلم علی تعدی الالبانی علی صحیح مسلم" رکھا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے اس بات کا خوب اندازہ ہو جاتا ہے کہ شیخ موصوف کی علم حدیث اور اصول حدیث پر کتنی نظر ہے؟

ان علمی چیزوں کو خود پڑھئے دوسروں تک پہنچائیے اور ان کی اشاعت میں تعاون فرمائیے تاکہ عقائد و اعمال صحیحہ کی آبیاری ہو سکے۔

اسلام کا ادنیٰ خادم
محمد خان قادری
جامعہ اسلامیہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام حمد و ثنا' اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں سیدھے راستہ کی رہنمائی فرمائی' ہمیں معرفت حجت و دلیل کی توفیق دی' صلوٰۃ و سلام ہو ہمارے آقا حضرت محمدؐ پر' آپ کی مبارک آل پر' اللہ تعالیٰ آپ کے صحابہ و تابعین سے راضی ہو۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد۔

ایک فاضل شاگرد محمود سعید نے مجھے کہا کہ آپ مسئلہ ترک پر رسالہ تحریر فرما دیں جو قارئین کو پریشانی اور تشکیک سے نجات عطا کر دے۔ آپ نے اپنی کتاب اتقان الصنعہ میں اس پر لکھا ہے مگر وہ نہایت مختصر ہے' بندہ نے ان کے شوق کو سراہتے ہوئے ان کی رائے کو قبول کر لیا' مذکور مسئلہ پر یہ رسالہ تحریر کیا ہے تاکہ اس کا ہر قاری کسی بھی مسئلہ پر استدلال کے معاملہ میں ذہن کو واضح رکھ سکے اور اسے دلیل مقبول اور غیر مقبول کی پہچان ہو جائے۔

واللہ الموفق والہادی وعلیہ اعتمادی

مقدمہ

وہ دلائل جن سے تمام آئمہ اسلام استدلال کرتے ہیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب اللہ ۲۔ سنت رسول

ان دونوں کے بارے میں ائمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

۳۔ اجماع ۴۔ قیاس۔

جمہور علما ان کو بھی دلیل تسلیم کرتے ہیں۔

علم اصول میں بیان کردہ دلائل کی بنا پر یہی رائے راجح و مختار ہے۔

درج ذیل دلائل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔

۱۔ حدیث مرسل ۲۔ صحابی کا قول ۳۔ سابقہ شریعت ۴۔ استصحاب ۵۔ استحسان' اہل مدینہ کا عمل' ان پر تفصیلی گفتگو کے لیے امام سبکی کی کتاب جمع الجوامع کے باب الاستدلال کا مطالعہ کیجئے۔

حکم شرعی کسے کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب جس کا تعلق مکلف کے کسی فعل سے ہو' حکم شرعی کہلاتا ہے اس کی پانچ اقسام ہیں۔

۱۔ **فرض یا واجب**' یعنی جس کے بجا لانے والے کو ثواب اور تارک کو عتاب ہو مثلاً نماز' زکوۃ' رمضان کا روزہ' والدین کی خدمت۔

۲۔ حرام' جس کے بجالانے پر عقاب اور تارک کو ثواب ہو مثلاً سود' زنا' والدین کی بے قدری' شراب۔

۳۔ **مندوب**، جس کے بجا لانے والے کے لیے ثواب مگر تارک پر عقاب نہ ہو مثلاً نماز نفل۔

۴۔ **مکروہ**، جس کے تارک کو ثواب لیکن بجا لانے کے لیے عتاب نہ ہو مثلاً نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نوافل۔

۵۔ **مباح یا حلال**، جس کے فعل و ترک دونوں پر عقاب و ثواب نہ ہو مثلاً تجارت، حلال اشیاء کھانا۔

یہ وہ اقسام ہیں جن پر فقہ اسلامی کا مدار ہے، کسی مسئلہ کو ثابت کرنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ان میں سے کسی بھی حکم کو کسی ایسی دلیل سے ثابت کرے جو سابقہ دلائل میں شامل نہیں خواہ وہ مجتہد صحابی ہو یا غیر صحابی۔

یہ بات اظہر من الشمس اور ضروریات دین میں سے ہے جس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

ترک کی تعریف

ترک سے مراد دو چیزیں ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ نے وہ فعل و عمل نہیں فرمایا۔

۲۔ کسی صحابی اور تابعی نہیں کیا اور اس پر کوئی حدیث نبوی یا اثر صحابی بیان نہ کیا جو شی متروک کے حرام یا مکروہ ہونے پر دال ہو۔

متاخرین میں بہت سے لوگوں نے اشیاء کی حرمت و مذمت پر اسے دلیل بنا رکھا ہے بعض ہٹ دھرم اور ضدی لوگوں نے اسے بے تحاشا استعمال کیا ہے مثلاً ابن تیمیہ نے متعدد جگہ پر اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے استدلال کیا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس پر گفتگو آ رہی ہے۔

ترک کی وجوہ

حضور علیہ السلام نے کسی شی کو ترک فرمایا تو ضروری نہیں کہ اس کے حرام ہی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے ترک فرمایا ہو، بلکہ اس کے ترک کی اور کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔

۱۔ عادۃً ترک فرمادیا ہو

مثلاً بخاری و مسلم میں حدیث ہے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھونی ہوئی گوہ پیش کی گئی، آپ نے تناول فرمانے کے لیے ابھی دست مبارک بڑھایا ہی تھا تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ گوہ کا گوشت ہے۔ آپ نے اسے تناول نہ فرمایا پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ حرام ہے فرمایا۔

لاولکنه لم یکن بارض قومی فاجدنی اعافه	حرام تو نہیں ہے ہمارے علاقہ میں یہ پایا نہیں جاتی اس لیے میں اسے پسند نہیں کرتا۔

اس واقعہ سے دو باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔

۱۔ آپؐ کا کسی شی کو ترک فرمانا(اگرچہ کرنے کی تیاری کے بعد ہو)اس کے حرام ہونے پر دال نہیں ہوتا۔

۲۔ آپؐ کا طبعاً کسی شی کو ناپسند فرمانا بھی اس کی حرمت کی دلیل نہیں ہوتا۔

۲۔ نسیاناً ترک فرمایا ہو

مثلاً نماز میں سہو ہوگیا، چار کے بجائے دو پڑھائیں۔ آپ سے عرض کیا گیا تو فرمایا میں بھی انسان ہوں تمہاری طرح بھول جاتا ہو جب بھول جاؤں تو یاد دلایا کرو۔

۳۔ امت پر فرض ہونے کے خوف کے پیش نظر ترک فرمایا ہو

مثلاً نماز تراویح، صحابہ کرام کے اجتماع کے باوجود آپؐ نے جماعت نہ کروائی (کہیں میری امت پر فرض نہ ہو جائیں)

۴۔ آپ نے اس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو

مثلاً آپؐ کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، صحابہ کرام نے محسوس کیا آپ کے لیے منبر ہونا چاہیے۔ منبر کے بارے میں عرض کیا گیا آپ نے اسے پسند فرمایا کیونکہ یہ لوگوں تک آواز پہنچانے میں معاون ہے۔ اسی طرح آپ کی

خواہش نہ تھی مگر صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ آپ کے لیے بلند جگہ ہونی چاہیے کیونکہ باہر سے آنے والے وفود کو آپ کے بارے میں پوچھنا پڑھتا ہے۔ عرض کیا گیا تو آپ نے قبول فرمالیا مگر خود اس کے لیے رائے نہ دی۔

۵۔ عمومی آیات یا احادیث کے حکم کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے ترک فرمایا ہو

مثلاً چاشت کی نماز اور دیگر بہت سے مندوبات جو باری تعالٰی کے اس ارشاد گرامی کے تحت آتے ہیں۔

وافعلو الخیر لعلکم تفلحون — خیر کے کام کرو تاکہ تم کامیابی پاؤ۔

۶۔ اس لیے ترک فرمایا ہو کہ کہیں نو مسلم لوگوں کو غلط فہمی پیدا نہ ہو

مثلاً بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ نے فرمایا۔

لولا حداثة قومک بالکفر لنقصت ... البیت ثم لبینته علی اساس ابراھیم علیه السلام فان قریشا استقصرت بناءه

اگر نئے نئے لوگ مسلمان نہ ہوئے ہوتے تو میں کعبہ ڈھا دیتا اور اسے انہی بنیادوں پر تعمیر کرتا جن پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا کیونکہ قریش نے اس کی تعمیر میں کمی کی ہے۔

تو یہاں خانہ کعبہ کی تعمیر نو کو محض آپؐ نے اس لیے ترک فرمایا تاکہ لوگوں میں غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

الغرض آپ نے اگر کسی شی کو ترک فرمایا تو اس کی متعدد حکمتیں ہوں گی' کسی حدیث یا قول صحابی میں یہ نہیں ہے کہ جس شی کو آپ نے ترک فرمایا وہ حرام ہوگی۔

ترک' حرام ہونے پر دلیل نہیں ہوتا

ہم نے اپنی کتاب "الرد المحکم المتین" میں واضح کیا ہے کہ شی کا ترک اس کی حرمت پر دال نہیں ہوا کرتا وہ تمام گفتگو درج ذیل ہے۔

اگر ترک کے علاوہ اس عمل کے ممنوع ہونے پر کوئی نص نہ ہو تو فقط ترک

اس کی ممنوعیت پر حجت نہیں ہوتا بلکہ یہ زیادہ سے زیادہ اس بات کا فائدہ دے سکتا ہے کہ اس عمل کا ترک جائز ہے رہا یہ معاملہ کہ وہ فعل ممنوع ہے تو یہ محض ترک سے ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے کسی اور دلیل کا ہونا ضروری ہے۔

امام ابو سعید بن لب اور ضابطہ

امام ابو سعید بن لب نے یہ ضابطہ بھی ذکر کیا ہے' انہوں نے نماز کے بعد دعا مکروہ ٹھرانے والوں کا رد کرتے ہوئے کہا۔

نماز کے بعد منکرین دعا نے جو دلیل دی ہے اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ اس طریقہ کا التزام' سلف سے ثابت نہیں' اگر صحت نقل کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو

فالترک لیس بموجب لحکم فی ذلک المتروک الا الجواز الترک انتفاء الحرج فیه واما تحریم او لصوق کراهیة بالمتروک فلا' ولا سیما فیما له اصل جملی متقرر من الشرع کالدعا

ترک' متروک کے لیے کسی حکم کو ثابت نہیں کرتا ہاں اس سے اس فعل کے ترک کا جواز اور بجا لانے کی پابندی کی نفی ہوتی ہے۔ رہا اس متروک کا حرام یا مکروہ ہونا تو ترک سے یہ ثابت نہیں ہوتا خصوصاً اس عمل میں جس کی شریعت میں اجمالاً اصل موجود ہو مثلاً دعا

شیخ ابن حزم کی تائید

شیخ ابن حزم نے المحلی میں مالکی اور حنفی علماء کا نماز مغرب سے پہلے دو نوافل کی کراہت پر امام نسفی کا یہ قول بطور استدلال ذکر کیا۔

ان ابابکر و عمر و عثمان کا نوا لا یصلونها

حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم مغرب سے پہلے یہ نفل نہیں پڑھتے تھے۔

پھر اس استدلال کا ان الفاظ کے ساتھ رد کیا۔

لوصح لما كانت فيه حجة لانه ليس فيه انهم رضى الله عنهم نهوا عنها	اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں یہ کہاں ہے کہ انہوں نے اس نماز سے منع کیا ہے۔

ایک اور ان کی دلیل نقل کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مارايت احداً يصليها	میں نے کسی کو یہ رکعتیں ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اس کا رد یوں کیا۔

وايضاً فليس فى هذا لوصح نهى عنهما ونحن لاننكر ترك التطوع مالم ينه عنه (المحلى ۲: ۲۵۴)	اگرچہ روایت صحیح بھی ہو تو اس میں ان رکعات سے منع کرنا کہاں ہے اور ہم ترک نوافل کا انکار نہیں کریں گے جب تک اس سے منع ثابت نہ ہو۔

المحلیٰ کے دوسرے مقام پر نماز عصر کے بعد نوافل پر گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ حدیثِ علی تو قطعاً حجت نہیں۔

لانه ليس فيه الا اخباره بما علم من انه لم ير رسول الله صلى الله عليه صلاهما وليس فى هذا نهى عنهما ولا كراهة لها فما صام عليه السلام قط شهرا كاملا غير رمضان وليس هذا بموجب كراهية صوم شهر كامل تطوعا (المحلى ۲: ۲۷۱)	اس میں تو صرف اتنی بات ہے کہ انہوں نے یہ بیان کر دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا' اس میں نہ تو ان سے منع ہے اور نہ ہی کراہت ہے (آپ ذرا غور کریں) آپؐ نے رمضان کے علاوہ پورا مہینہ کبھی روزہ نہیں رکھا مگر یہ چیز نفلاً پورا مہینہ روزہ رکھنے کی کراہت کو مستلزم تو نہیں ہے۔

یہ عبارات صراحۃً دال ہیں کہ محض ترک کسی شی کی کراہت کو مستلزم نہیں چہ جائیکہ اس سے کسی شی کا حرام ہونا ثابت ہو۔ کچھ ہٹ دھرم لوگ اس ضابطہ کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اصول فقہ کا ضابطہ ہی نہیں حالانکہ ان کا یہ قول ان

کی جہالت اور عقل بیمار پر وال ہے۔

اس کے ضابطہ ہونے پر دلائل

آیئے ہم اس پر دلائل ذکر کیے دیتے ہیں۔

۱۔ کسی فعل کے حرام ہونے پر تین اشیاء میں سے کسی کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۱۔ اس پر نہی وارد ہو۔

لاتقربوا الزنا	زنا کے قریب نہ جاؤ
ولاتا کلو اموالکم بینکم بالباطل	تم ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ

۲۔ اس عمل کے بارے میں لفظ تحریم و حرام وارد ہو۔ مثلاً

حرمت علیکم المیتة	تم پر مردار حرام کیا گیا ہے

۳۔ اس فعل کی مذمت یا اس پر عقاب کی وعید ہو۔ مثلاً

من غش فلیس منا	جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں

ترک ان تینوں میں سے ایک بھی نہیں لہٰذا اس سے حرمت کا ثبوت ہرگز نہیں ہوگا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا	اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمایں اس سے رک جاؤ۔

اس میں یہ تو نہیں فرمایا۔

وماترکه فانتھواعنه	جسے آپ نے ترک فرمایا اس سے رک جاؤ۔

تو ترک ہرگز مفید تحریم نہیں۔

۳۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

وما امرتکم به فائتوا منه مااستطعتم وما نھیتکم عنه	جس کا میں تمہیں حکم دوں اسے اپنی طاقت کے مطابق بجا لاؤ اور جس سے

فاجتنبوہ — میں منع کروں اس سے بچو۔

آپ نے یہ تو نہیں فرمایا۔

وما ترکتہ فاجتنبوہ — جسے میں ترک کروں اس سے بچو

تو اب ترک کسی کی حرمت پہ کیسے دال ہو سکتا ہے؟

۴۔ علماء اصول نے سنت کی تعریف یوں کی ہے۔

ھی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفعلہ و تقریرہ — حضور ﷺ کا ارشاد گرامی' فعل اور آپ کا کسی عمل کی تائید کرنا

انہوں نے "ترکہ" (آپ نے نہ کیا ہو) نہیں کہا کیونکہ ترک دلیل ہی نہیں بنتا۔

۵۔ پہلے گزر چکا ہے کہ حکم خطاب اللہ کا نام ہے' اور علماء اصول نے واضح کر دیا ہے کہ اس پر دال قرآن' سنت' اجماع یا قیاس ہو سکتا ہے' ترک ان میں سے کوئی بھی نہیں لہٰذا وہ دلیل نہیں بن سکتا۔

۶۔ یہ بھی پیچھے بیان ہو چکا کہ ترک میں تحریم کے علاوہ متعدد احتمال ہیں اور اصولی قاعدہ یہ ہے کہ جس دلیل میں احتمال ہو اس سے استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔

بلکہ پیچھے یہ بھی گزرا کہ اگر کسی شی کو حضور ﷺ نے ترک فرمایا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ وہ فعل حرام ہے اور یہ بات تنہا' ترک سے استدلال کے بطلان پر کافی ہے۔

۷۔ ترک اصل ہے کیونکہ یہ عدم فعل کا نام ہے اور عدم اصل ہوتا ہے اور فعل عارضی ہے اصل نہیں اور اصل کسی شی پر لغۃ اور شرعاً" دلالت ہی نہیں کرتا (کہ وہ جائز ہے یا ناجائز) لہٰذا ترک ہرگز کسی عمل کی حرمت کا تقاضا نہیں کر سکتا۔

غیر پسندیدہ اقوال

شیخ ابن سمعانی کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے کی شی کو ترک فرمایا تو اس کی اتباع ہم پر لازم ہے اس پر دلیل یہ دی کہ جب آپؐ نے گوہ سے سے دست مبارک کھینچ لیا تو صحابہ بھی کھانے سے رک گئے اور آپ سے پوچھ کر کھایا۔

جواب: ہم کہتے ہیں آپؐ کا جواباً" فرمانا کہ یہ حرام نہیں' دلالت کر رہا ہے کہ

ترک حرمت کا تقاضا نہیں کرتا' حدیث میں ابن سمعانی کے لیے نہیں بلکہ ان کے خلاف دلیل ہے۔

پہلے یہ بھی تفصیلا" گزر چکا ہے کہ ترک میں متعدد احتمال ہوتے ہیں تو آپ کی کسی ایسے معاملہ میں متابعت کیسے لازم قرار دی جاسکتی ہے جس میں عادت' سہو وغیرہ کا احتمال ہو۔

ابن تیمیہ کی گفتگو

ابن تیمیہ سے سوال ہوا' جو شخص زیارت قبور کرتا ہے اور صاحب قبر کو وسیلہ وغیرہ بناتا ہے ان سے تکلیف رفع کے لیے دعا کرواتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

اس کا انہوں نے بڑا تفصیلی جواب دیا جس میں لکھا۔

"ایسا عمل صحابہ و تابعین میں سے کسی نے نہیں کیا' نہ آئمہ میں سے کسی نے ایسا کرنے کا حکم دیا یعنی انہوں نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ سے دعا کے بارے میں عرض نہیں کیا جیساکہ وہ آپ کی ظاہری حیات میں عرض کیا کرتے تھے۔

تحقیقی رد

یہ گفتگو متعدد وجوہ کی بنا پر دلیل نہیں بن سکتی۔

۱۔ صحابہ کا یہ فعل امر اتفاقی ہو اس میں یہاں یہ احتمال ہے کہ یہ عمل ناجائز ہے وہاں اس میں یہ بھی تو احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ عمل جائز تھا مگر انہوں نے افضل کو اختیار کر لیا وغیرہ۔

اور قاعدہ یہ ہے کہ جب احتمال آگیا تو استدلال باطل ہوگیا۔

ہم یہاں یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ صحابہ نے عدم جواز کی وجہ سے یہ عمل ترک نہیں کیا۔

ہماری بات کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے۔

صحابی رسول حضرت بلال بن حارث المزنی قحط کے سال حضور ﷺ کے مزار مبارک کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کرتے ہیں۔

یارسول اللہ استسق لامتک — اے اللہ کے رسول اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمایئے۔

آپؐ ان کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔

اذهب الی عمر واخبره انکم مسقون وقل له علیک الکیس الکیس — عمر کے پاس جاؤ اطلاع کرو بارش ہو جائے گی اور ان سے کہو خوب محنت اور دانائی سے کام لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی تو آپ رو پڑے اور عرض کیا۔

اللهم ما الو الا ما عجزت عنه — اے اللہ ہر وہ کام جو مجھ سے بھاری ہے اس کے علاوہ میں سستی نہیں کرتا۔

حضرت عمرؓ ان کے اس عمل پر ناراض نہ ہوئے اور نہ منع فرمایا اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو آپ انہیں ضرور منع فرماتے۔

یہ حدیث صحیح ہمارے موقف کے خلاف نہیں

امام بخاری نے صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو صحابہ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔ آپ نے فرمایا میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ میں اسے نہیں پہنوں گا اور آپ نے اسے پھینک دیا' صحابہ نے بھی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

(البخاری' باب الاقتدا بافعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حافظ ابن حجر نے اس کے تحت فرمایا۔

امام بخاری نے یہاں ایک ہی مثال پر اکتفا کیا ہے کیونکہ یہ صحابہ کی اقتدا فعل اور ترک دونوں پر مشتمل ہے۔

جواب: پھینکنے کو مجازاً" ترک کہہ دیا ہے ورنہ پھینکنا فعل ہے اور صحابہ نے فعل ہی کی اقتدا کی ترک تو اسے عارض ہوا ہے' اس طرح آپ نے جب نعلین اتارے تو صحابہ نے اقتدا میں نعلین اتار دیے تو انہوں نے ایسے فعل میں اقتدا کی جس کا نتیجہ ترک ہے اور یہ محل بحث ہی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے کب آپؐ کے افعال کی اقتدا کا انکار کیا ہے بلکہ ہم تو انہی میں فوز و سعادت مانتے ہیں لیکن زیر بحث تو وہ معاملات ہیں جو آپ سے صادر ہی نہیں ہوئے مثلاً مروجہ محفل میلاد' محفل شب معراج وغیرہ ہم انہیں حرام نہیں کہہ سکتے ورنہ یہ تو اللہ کی طرف جھوٹ کی نسبت لازم آئے گی کیونکہ ترک سے تحریم ثابت نہیں ہوتی۔

اسی طرح اسلاف کا کسی عمل کو ترک کرنا یعنی اسے بجا نہ لانا اس کے ممنوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

امام شافعی فرماتے ہیں۔

کل ماله مستند من الشرع فلیس ببدعة ولولم یعمل به السلف

ہر وہ عمل و فعل جس کی سند شرع میں ہو وہ بدعت نہیں ہوا کرتا اگرچہ اس پر کسی سلف نے عمل نہ کیا ہو

کیونکہ ان کا اس وقت بجا نہ لانا کسی عذر کی وجہ سے ہوسکتا ہے یا وہ اس سے افضل پر عمل پیرا ہوں

ترک کا تقاضا کیا ہے؟

ہم نے سابقاً" بیان کیا کہ ترک' حرمت کا تقاضا نہیں کرتا بلکہ وہ تو متروک کے جواز و مشروعیت پر دلالت کرتا ہے' علما حدیث نے ترک کا یہ مفہوم اپنی کتب میں لیا ہے مثلاً۔

امام ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

کان اخر الامرین من رسول الله صلی الله علیه وسلم ترک الوضوء مما غیرت النار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری معمول یہ تھا کہ آگ کی مس کردہ چیز کے استعمال کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

واضح رہے انہوں نے یہ قول اس عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

ترک الوضوء مما مست النار

(جس شی کو آگ نے چھوا اس کے استعمال کے بعد وضو نہ کرنا)

اس مسئلہ پر مذکورہ قول سے استدلال نہایت ہی واضح ہے اگر آگ کی مس کردہ چیز سے وضو لازم ہوتا تو آپؐ اسے ترک نہ فرماتے۔ جب آپؐ نے ترک فرما دیا تو واضح ہوگیا کہ وہ لازم نہ تھا۔

امام ابو عبداللہ تلمسانی نے "مفتاح الوصول" میں فرمایا۔

دلالت میں فعل کے ساتھ ترک بھی شامل ہے کیونکہ جس طرح عدم تحریم پر آپؐ کے فعل سے استدلال کیا جاتا ہے اسی طرح ترک سے عدم وجوب پر استدلال کیا جاسکتا ہے اس کی مثال وہ استدلال ہے جو ہمارے علماء نے آگ کی مس کردہ چیز سے وضو کے عدم وجوب پر کیا ہے۔

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کی دستی کا گوشت تناول فرمایا پھر نماز ادا فرمائی مگر وضو نہ کیا۔

اسی طرح ہمارے علماء کا یہ استدلال پچھنے لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا' آپ سے یہ مروی ہے کہ آپ نے پچھنے لگوائے مگر وضو نہ فرمایا۔

(مفتاح الوصول' ۹۳ مطبوعہ مکتبہ خانجی)

اس سے یہ ضابطہ از خود سامنے آجاتا ہے۔

جائز الترک لیس بواجب	جس کا ترک جائز ہو وہ واجب نہیں ہوا کرتا

اشتباہ کا ازالہ

حضور ﷺ نے جس چیز کو ترک فرمایا اس کی علماء نے دو اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔ اس فعل کی ضرورت آپ کی ظاہری حیات پیش نہ آئی تھی۔ آپ کے وصال کے بعد اس کی ضرورت پیش آئی یہ جائز ہے۔

۲۔ دوسرا وہ فعل جس کی ضرورت پیش آئی مگر ظاہری حیات میں نہ کیا۔

ترک کی اس قسم کو ممنوع قرار دیا جائے گا کیونکہ اگر اس کے بجا لانے میں مصلحت ہوتی تو آپ بجالاتے جب آپ نے نہیں کیا تو وہ ناجائز ہوگا۔

عیدین کے لیے اذان کا بدعت ہونا مسلمہ ہے مگر

اس کی مثال ابن تیمیہ نے نماز عیدین کے لیے اذان کی دی ہے جسے بعد کے حکمرانوں نے ایجاد کیا اس پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا' اذان جیسے افعال جنہیں حضور ﷺ نے ترک فرمایا باوجود ان کی ضرورت بھی تھی۔

کوئی بھی مبتدع اس سے استدلال کرسکتا ہے کہ اللہ کا ذکر ہے' لوگوں کو عبادت الٰہی کی طرف بلانا ہے اور اسے اذان جمعہ پر قیاس کرے تو جب آپؐ نے جمعہ کی اذان کا حکم دیا اور عیدین کی نماز بلا اذان و تکبیر ادا فرمائی تو آپ کا ترک فرمانا اس پر شاہد ٹھہرا کہ ترک اذان سنت ہے تو اب کسی کو اجازت نہیں وہ عیدین کے لیے اذان کا اضافہ کرے۔ الخ

دو مسائل میں التباس

واضح رہے امام شاطبی' ابن حجر ہشمی وغیرہ نے بھی یہ بات کی ہے حالانکہ ان پر مسئلہ ترک اور مسئلہ مقام بیان میں سکوتؐ میں التباس ہوگیا ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ عیدین کے اذان بدعت و ناجائز ہے مگر اس وجہ یہ نہیں کہ آپؐ نے اسے ترک فرمایا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ نے عیدین میں جو کرنا تھا وہ بیان فرمایا مگر اذان کا ذکر نہ فرمایا تو آپ کا سکوت فرمانا اس پر دال ہے کہ یہ ناجائز ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے ان السکوت فی مقام البیان یفید الحصر بوقت بیان' خاموشی حصر کا فائدہ دیتی ہے

مذکورہ قاعدہ کا احادیث سے ثبوت

جن احادیث میں بوقت بیان سوال سے منع کیا گیا ہے وہ اس قاعدہ کا ثبوت فراہم کررہی ہیں۔

۱۔ امام بزار نے حضرت ابو الدواء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ما احل اللّٰہ فی کتابہ نھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو فاقبلوا من اللّٰہ عافیتہ فان اللّٰہ لم یکن ینسی شیا

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جسے حلال فرما دیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کر دیا ہے وہ حرام ہے اور جس پر اس نے خاموشی اختیار فرمائی وہ معاف ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عافیت قبول کرنا سیکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی بھول طاری نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وما کان ربک نسیا — اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔

امام موصوف اس روایت کی سند کے بارے میں کہتے ہیں۔

اسنادہ صالح و صححہ الحاکم — اس کی سند صحیح ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔ امام دار قطنی نے حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللّٰہ فرض فرائض فلاتضیوھا وحد حدودا" فلاتعتدوھا و حرم اشیاء فلاتنتھکوا وسکت عن اشیاء رحمۃ بکم من غیر نسیان فلاتبحثوا عنھا

اللہ تعالیٰ نے فرائض لازم قرار دیئے ہیں' انہیں ضائع نہ کرو' حدود مقرر فرما دی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔ کچھ اشیاء حرام فرما دی ہیں ان کی بے حرمتی نہ کرو اور جن اشیاء سے وہ خاموش ہے وہ بھول نہ سمجھو بلکہ تم پر رب کی رحمت ہے لہٰذا ان کے بارے میں بحث ہی نہ کرو۔

ان دونوں احادیث مبارکہ میں قاعدہ مذکورہ کی نشاندہی کر دی گئی ہے کہ یہاں وہ ترک نہیں جو محل بحث ہے اور ایک مسئلہ کا دوسرے کے ساتھ التباس نہیں ہونا چاہیے۔

ہم نے دونوں کے درمیان فرق واضح کر دیا ہے تاکہ معاملہ اب کسی پر مشتبہ نہ رہے' یہ اہم فائدہ شاید آپ کو اس رسالہ کے علاوہ سے دستیاب نہ ہو۔

تتمہ کلام

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں ہمیں حضرت سلام بن ابی مطیع نے ابن ابی وخیلہ سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے بیان کیا' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا تو آپنے فرمایا۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ عن الزبیب والتمر

رسول اللہ ﷺ نے زبیب اور تمر سے منع فرمایا ہے

یعنی ان دونوں کو ملانے سے منع فرمایا' میرے پیچھے سے ایک آدمی نے اس بارے میں کچھ کہا تو میں نے کہا۔

حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ التمر والزبیب

رسول اللہ ﷺ نے تمر اور زبیب (کے ملانے کو) حرام قرار دیا ہے

تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کذبت

تو نے جھوٹ کہا۔

میں نے عرض کیا حضرت کیا یہ آپ نے خود نہیں فرمایا؟

نھی رسول اللہ صلی اللہ فھو حرام

رسول اللہ صلی اللہ نے منع فرمایا تو یہ حرام ہی ہے۔

آپ نے فرمایا۔

انت تشھد بذلک

کیا تو اس کا گواہ ہے؟

حضرت سلام کہتے ہیں آپ کے کہنے کا مقصد یہ تھا۔

مانھی النبی صلی اللہ فھو ادب

یہ حضور ﷺ کا منع کرنا بطور کراہت تھا

ذرا غور تو کیجئے حضرت عبداللہ بن عمر (جو فقہاء صحابہ میں سے ہیں) اس شخص کی کس طرح تکذیب فرما رہے ہیں جس نے لفظ "نھی کی تفسیر" حرم سے کی' اگرچہ

نہی مفید تحریم ہوتی ہے لیکن ہر جگہ نہیں بلکہ یہ بعض اوقات مفید کراہت ہوتی ہے "فھو ادب" سے حضرت سلام کی مراد بھی کراہت ہی ہے۔

حضرت ابن عمر کے کلام کا معنی یہ ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ کتاب و سنت کی واضح دلیل کے بغیر کسی شی کو حرام کہنے کی جرات کرے اور اس ضابطہ پر صحابہ' تابعین اور تمام ائمہ عمل پیرا ہوئے۔ امام ابراہیم نخعی تابعی کہتے ہیں۔

کانوا یکرھون اشیاء لایحرمونھا۔ — اسلاف امت اشیاء کو مکروہ کہتے حرام نہیں کہتے تھے۔

اسی طرح امام مالک' امام شافعی اور امام احمد جب تک کسی شی کے حرام ہونے کا یقین نہ ہوتا اس پر حرام کا اطلاق نہ کرتے اگر شبہ ہوتا یا اختلاف وغیرہ تو صرف اتنا کہتے میں اسے پسند نہیں کرتا اس پر اضافہ نہ کرتے۔

امام شافعی فرماتے۔

اخشی ان یکون حراما — میں اسے حرام کہنے سے ڈرتا ہوں

وہ کسی عمل و فعل پر یقینی طور پر حرام کا حکم لگاتے ہوئے ڈرتے کہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے تحت ہم بھی نہ آجائیں۔

ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا واعلی اللہ الکذب — اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔

ان کا کیا حال ہوگا جو بغیر (کتاب و سنت کی) کسی دلیل کے بہت سے اعمال کو حرام کہتے ہیں اور صرف اتنی بات کرتے ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا حالانکہ آپ پڑھ چکے اس سے عمل کا حرام یا مکروہ ہونا ثابت نہیں ہوتا تو یہ لوگ آیت مذکورہ کے عموم میں شامل ہوں گے۔

ترک کی مثالیں

کچھ ایسے اعمال جنہیں رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔

۱۔ مروجہ محافل میلاد۔
۲۔ محفل شب معراج۔
۳۔ شب برات کے موقعہ پر شب بیداری
۴۔ جنازہ کے ساتھ ذکر
۵۔ گھر میں میت پر تلاوت قرآن
۶۔ قبر کے پاس تلاوت قرآن
۷۔ آٹھ رکعت سے زائد نماز تراویح۔

جو شخص ان کو یا ان کی ہم مثل اشیاء کو اس دعویٰ کی بنا پر حرام کہے گا کہ حضور ﷺ نے انہیں نہیں کیا اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک مٹ آئے گا۔
اللّٰہ اذن لکم ام علی اللّٰہ تفترون ٭ کیا اللہ نے اسکی تمہیں اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان اشیاء کو مباح قرار دینا بھی عموم آیت میں داخل ہے کیونکہ جب تک ان کے بارے میں کوئی نہی وارد نہ ہو جو ان کے حرام یا مکروہ ہونے کا تقاضا کرے تو اصل اباحت ہی ہے آپ کا ارشاد عالی ہے۔

وما سکت عنہ فھو عفو — جس سے رب تعالیٰ خاموش ہے وہ معاف ہیں (یعنی ان کی اجازت ہے)

یہاں تک ہم نے مسئلہ ترک کو خوب واضح کر دیا ہے' اس سے استدلال کرنے والوں کا بھی ایسے دلائل سے محاسبہ کیا جو کسی منصف کے لیے محل اعتراض نہیں اور کسی مناظر اور مجاول کے لیے محل مفر نہیں۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی حق کہنے والا ہے' اور وہی سیدھے راہ کی رہنمائی فرماتا ہے والحمدللہ رب العالمین

نوٹ: یہ ترجمہ ۱۲ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز بدھ جامعہ اسلامیہ لاہور میں شروع ہوا اور اس کی تکمیل دوسرے روز ۱۳ ستمبر بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع رحمانیہ شادمان لاہور میں ہوئی اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم سے دو دن میں یہ ترجمہ مکمل ہوگیا۔

۱- شاہکار ربوبیت
۲- ایمان والدین مصطفیٰ
۳- حضور علیہ السلام کا سفر حج
۴- شرح سلام رضا
۵- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۶- فضائل نعلین حضور
۷- عورت کی امامت کا مسئلہ
۸- عورت کی کتابت کا مسئلہ
۹- صحابہ کی وصیتیں
۱۰- شب قدر اور اسکی فضیلت
۱۱- منہاج النحو
۱۲- منہاج المنطق
۱۳- معارف الاحکام
۱۴- اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۵- نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنے کا طریقہ
۱۶- نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۷- اسلام اور تحدید ازواج
۱۸- حضور نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۹- صحابہ اور تصور رسول
۲۰- مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۱- ترجمہ فتاوی رضویہ جلد نمبر 5-6-7-8
۲۲- امتیازات مصطفیٰ
۲۳- در رسول کی حاضری
۲۴- ذخائر محمدیہ
۲۵- کروں تیرے نام پہ جان فدا
۲۶- فضائل و مناقب سیدہ فاطمہ
۲۷- اولاد کو سکھاؤ محبت حضور کی
۲۸- اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
۲۹- نماز کی اہمیت و فضیلت
۳۰- کار نبوت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں
۳۱- عید میلاد النبی سب سے بڑی عید
۳۲- الموردالروی فی مولد النبوی از ملا علی قاری
مولد رسول اللہ از حافظ ابن کثیر
مولد النبی از حافظ ابن حجر
۳۳- الصلات والبشر فی الصلوۃ علی خیر البشر
۳۴- MANAGEMENT LESSON
۳۵- کیا محفل میلاد بدعت ہے؟
۳۶- نور خدا حضرت آمنہؓ کی گود میں
۳۷- فیضان باہو
۳۸- نگاہ نبوت اور مشاہدہ اعمال امت
۳۹- رفعت ذکر نبوی
۴۰- کیا بلند آواز سے ذکر منع ہے
۴۱- حیات مولانا نقی علی خان
۴۲- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں
۴۳- اسلام اور عورت کی حکمرانی
۴۴- اسلام اور احترام والدین
۴۵- ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی
۴۶- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
۴۷- کیا سگ مدینہ کہلانا جائز ہے؟
۴۸- مزاح نبوی
۴۹- مولود برزنجی
۵۰- مسلک صدیق اکبر، عشق رسول
۵۱- اسلام اور تاحیات امارت
۵۲- تبلیغ بمقابلہ پراپیگنڈہ
۵۳- اسلامی تحریکیں اور تصور سمع و طاعت
۵۴- IS BLASPHEMY OF PROPHETS PARDONABLE
۵۵- اتحاد امت کے لیے عملی تجاویز
۵۶- تبسم نبوی
۵۷- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی
۵۸- مشاورت کے تقاضے
۵۹- عہدوں کا جامع تصور
۶۰- آپ زندہ ہیں واللہ
۶۱- حضورؐ نے رمضان کیسے گزارا؟
۶۲- اعتکاف اور اس کے تقاضے